سوانحِ حیات

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان

سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تریاق مزار حضور انور دا زہر وِنجے نفسانی

تصنیف وتالیف

خادم سلطان الفقر

سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانحِ حیات

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان

سیّد محمد عبداللہ شاہ

مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

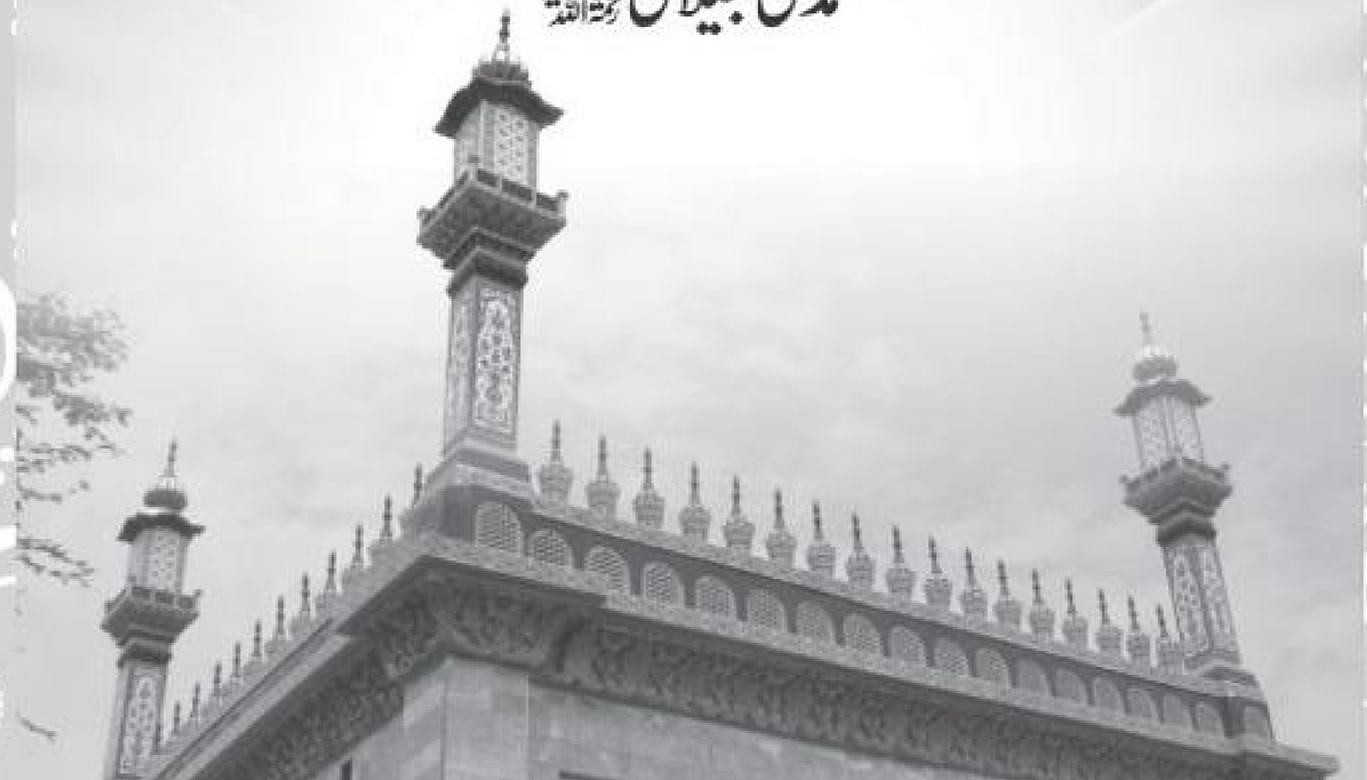

تصنیف و تالیف

خادم سلطان الفقر

سلطان محمد نجیب الرحمٰن

سروری قادری مدظلہ الاقدس

© All Copy Rights reserved with
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)
Lahore-Pakistan

نام کتاب	سوانح حیات سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
تصنیف وتالیف	خادم سلطان الفقر **سلطان محمد نجیب الرحمٰن** سروری قادری مدظلہ الاقدس
ناشر	محمد ناصر حمید سروری قادری
پرنٹر	آر۔ٹی پرنٹرز لاہور
بارِاوّل	اگست 2012ء
تعداد	500

ISBN: 978-969-9795-02-2

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4/A-ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: 042-35436600, 0322-4722766

پیش لفظ

ہر حمد اور ہر ثنا ہے پروردگارِ دو عالم کے لیے اور کروڑوں درود و سلام محبوبِ خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے جو اس حمد وثنا کا صحیح حق ادا کرنے والے ہیں اور بیش از بیش نذرانۂ عقیدت و محبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل، اہلِ بیت علیہم السلام اور اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے والے اور دینِ حق کو امت تک پہنچانے والے ہیں۔

سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے چھبیسویں شیخ کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے امانتِ الٰہیہ حاصل کر کے ان ہی کے حکم پر احمد پور شرقیہ کو اپنا مسکن بنایا۔ یہاں بے شمار طالبانِ حق نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ 1860ء میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی مرجع خلائق اور ہر خاص و عام کے لیے باعثِ فیض ہے۔

سلسلہ سروری قادری کے دیگر مشائخ کی طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تمام عمر گمنامی اور خمول میں گزار دی اور وصال کے بعد بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی منظرِ عام پر نہ آسکے، باوجود اس کے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا فیض عام ہے۔ اور نہ ہی اب تک کسی نے کوشش کی کہ ایسے بلند پایہ عارف باللہ فقیر فنا فی اللہ کے حالاتِ زندگی پر تحقیق کر کے اسے عام لوگوں تک پہنچایا جائے۔

سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخ سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے بعد از تحقیقِ بسیار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ تک سلسلہ سروری قادری کے تمام مشائخ کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات کو اپنی تصنیف ''مجتبیٰ آخر زمانی'' میں محفوظ کر دیا ہے۔ ان مشائخ کی ترتیب درج ذیل ہے:

1) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ

2) سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ

3) سلطان الصابرین پیر محمد عبدالغفور شاہؒ

4) شہبازِ عارفاں پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدیؒ

5) سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیزؒ

6) سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ

زیرِ نظر کتاب خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی اسی زیرِ طبع (مخطوطہ) تحقیقاتی تصنیف کا سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کی حیات وتعلیمات پر مبنی حصہ ہے جسے سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کے عقیدت مندوں کے لیے خصوصی طور پر ان کے عرس کے مبارک موقع پر شائع کیا جا رہا ہے تاکہ سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کی حیاتِ طیبہ کے مخفی گوشوں سے نقاب کشائی کی جائے اور ان کے مزار کے فیض یافتگان کو انہیں قریب سے جاننے کا موقع ملے۔

دعاؤں کا متمنی

ناصر حمید سروری قادری

نگران

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)

شعبہ نشر واشاعت وتصنیف وتالیف

تحریک دعوتِ فقر پاکستان

سُلطانُ التّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے امانتِ فقر (امانتِ الٰہیہ) سُلطانُ التّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

سلسلہ نسب

سُلطانُ التّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1186ھ (24 دسمبر 1772ء) جمعتہ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور نواب بہاول خان سوئم کے دور میں 29 رمضان المبارک 1241ھ (6 مئی 1826ء) بروز ہفتہ احمد پور شرقیہ بہاولپور تشریف لائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ[1] رحمتہ اللہ علیہ کے پڑپوتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے اس طرح ملتا ہے:

سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ بن سیّد عبدالرحیمؒ بن سیّد عبدالعزیزؒ بن سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ بن سیّد عبدالقادرؒ بن سیّد شرف الدین بن سیّد احمد بن سیّد علاؤ الدین ثانی بن سیّد شہاب

---

[1] سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد

الدین ثانی بن سیّد شرف الدین قاسم بن سیّد محی الدین یحییٰ بن سیّد بدرالدین حسین بن علاؤالدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحییٰ بن ظہیر الدین مسعود بن ابی نصر محمد بن ابو صالح نصرؒ بن سیّدنا عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سیّدہ مومنہ امام سیّد محمد تقی علیہ السلام کی اولاد پاک میں سے تھیں اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی سیّد ہیں شجرہ نسب اس طرح سے ہے:

سیّدہ مومنہؒ بنت سیّد محمد زکی الدینؒ بن سیّد عبداللہ بن سیّد محمد مبین بن سیّد امیر اخوند بن سیّد امام الدین بن سیّد حیدر بن سیّد محمد بن سیّد فیروز بن سیّد قطب الدین بن سیّد امام الدین بن سیّد فخر الدین بن سیّد کمال الدین بن سیّد بدرالدین بن سیّد تاج الدین بن سیّد یحییٰ بن سیّد عبدالعزیز بن سیّد ابراہیم بن سیّد محمود بن سیّد زید شہوار بن سیّد عبداللہ زربخش بن سیّد یعقوب بن سیّد احمد بن سیّد محمد اعرج بن سیّد احمد بن سیّد محمد موسیٰؒ المبرقع بن امام سیّد محمد تقیؒ بن امام سیّد علی رضاؒ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظمؒ بن سیّد امام جعفر صادقؒ بن سیّد امام محمد باقرؒ بن سیّد امام زین العابدین علی بن حسینؒ بن سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالبؓ۔

آباؤ اجداد اور والدین

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سیّد عبدالعزیزؒ 1082ھ (1671ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ جب سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس وقت سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ آپ کو دہلی میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ننھیال لے گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے 1098ھ (1687ء) میں وصال فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک 16 سال تھی۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت بے چین اور بے سکون رہنے لگے اور کچھ خاندانی اور مالی حالات نے پریشان کیا تو 1107ھ (1696ء) میں بغداد تشریف لے گئے۔ دو سال کا عرصہ بغداد شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی

باطنی قربت میں گزارا اور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی حکم کے مطابق 1109ھ (1698ء) میں 27 سال کی عمر میں حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مالی اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک حسینی سیّد حسانؓ بن نعمان کے ہاں ملازمت کر لی جو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اجناس کا کاروبار کرتے تھے۔ حسانؓ بن نعمان اس نوجوان کی سیرت، ایمانداری اور محنت سے بہت متاثر ہوئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کو کام کرتے اور رات مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عبادت میں گزارتے۔ سیّد حسانؓ بن نعمان کی زوجہ کا انتقال ہو چکا تھا اور اُن کی چار صاحبزادیاں تھیں جن میں سے دو کی شادیاں ہو چکی تھیں لیکن دونوں کے ہاں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے شوہروں نے دوسرے نکاح کر لیے تھے۔ ان کی تیسری صاحبزادی کی عمر 35 سال اور چوتھی کی 15 سال ہو چکی تھی۔ تیسری صاحبزادی کا رشتہ اسی وجہ سے نہیں آتا تھا کہ مشہور تھا کہ سیّد حسانؓ بن نعمان کی بیٹیوں کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ سیّد حسانؓ بن نعمان نے ایک دن جھجکتے ہوئے سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ساری صورتحال رکھی تو سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اولاد دینا تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے'' اور رشتہ کے لیے ہاں کر دی۔ یوں 1117ھ (1706ء) میں 35 سال کی عمر میں 35 سالہ خاتون کلثوم بنت حسانؓ بن نعمان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی زوجہ سے رفاقت 15 سال رہی لیکن اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی 1132ھ (1720ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کا انتقال ہو گیا۔ سیّد حسانؓ بن نعمان کی چوتھی صاحبزادی نائلہ کی عمر 30 سال ہو چکی تھی لیکن اُن کا بھی رشتہ نہ آتا تھا اور سیّد حسانؓ بن نعمان کی خواہش تھی کہ ان کی اس صاحبزادی کا نکاح بھی سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ہو جائے کیونکہ خود اُن کی عمر نوے سال سے اوپر ہو چکی تھی، چاہتے تھے کہ وفات سے قبل اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں لیکن شرم کے مارے سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بات نہیں کرتے تھے۔ ایک بار جمعہ کے دن سیّد عبدالعزیزؒ کی نمازِ عصر کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ سیّد حسان بن نعمان کی صاحبزادی سے ان کا نکاح ہو رہا ہے۔ بیدار ہو کر حضرت حسان کے پاس پہنچے

اور رشتہ کی درخواست کی تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، یوں 1135ھ (1723ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح نائلہ بنت حسانؒ بن نعمان سے ہوا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 53 سال اور آپ کی زوجہ کی عمر مبارک 33 برس تھی۔ 1142ھ (1730ء) میں سات سال کے طویل انتظار کے بعد سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک خوبصورت اور نورانی فرزند سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ سیّد حسانؒ بن نعمان کی عمر سو سال سے اوپر ہو چکی تھی اس لیے اکلوتے نواسے کی ولادت پر جتنی خوشی انہیں ہوئی کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔ انہوں نے اپنا کاروبار اپنے داماد سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گئے اور اُسی سال اُن کا انتقال ہو گیا۔ ابھی سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 4 سال تھی کہ اُن کے والد سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا گھوڑے سے گر کر وصال ہو گیا۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے ایک ملازم کی مدد سے اپنے شوہر کے کاروبار کو سنبھالا اور یوں زندگی کی گاڑی چلنے لگی۔ سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ جب سولہ سال کے ہوئے تو شفیق والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی اجناس کی منڈی میں اپنے نانا اور والد کا کاروبار سنبھال چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محنت اور دیانتداری پوری منڈی میں مشہور تھی۔

ولادت باسعادت سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

16 سال کی سخت محنت کے بعد مالی لحاظ سے سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار متمول لوگوں میں ہونے لگا تھا۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں مدینہ شریف میں مقامی سادات کم اور غیر ملکی سادات، خاص طور پر ہندوستانی نژاد سادات کثرت سے آباد تھے اور اجناس کے کاروبار میں ایک اور ہندوستانی نژاد حسینی سیّد محمد زکی الدین کا کاروبار عروج پر تھا۔ اُن کے آباؤ اجداد میں سیّد محمد مبین ہندوستان کے شہر الہ آباد سے ہجرت کر کے حیدر آباد دکن میں آباد ہوئے تھے اور پھر وہاں سے 1098ھ (1687ء) میں مدینہ منورہ آ کر رہائش اختیار کر لی تھی۔ سیّد محمد زکی الدین ان کے پوتے تھے اور ان کی پیدائش مدینہ شریف میں ہی ہوئی تھی۔ 1182ھ (1769ء) میں سیّد محمد زکی الدین نے

اپنی بیٹی سیّدہ مومنہؒ کی شادی سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔ سیّدہ مومنہ رحمۃ اللہ علیہا تہجد گزار، حافظِ قرآن خاتون تھیں۔ شادی کے بعد سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بھی سکون اور ٹھہراؤ آ گیا۔ شادی کے ایک سال بعد سیّدہ مومنہؒ نے خواب دیکھا کہ اُن کے شوہر کی پیشانی سے چاند نکلا اور مشرق کی طرف چلا جا رہا ہے پھر اُن کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، اس خواب کی تعبیر نیک سیرت فرزند کی ہوئی۔ شادی کے چار سال بعد 29 رمضان المبارک 1186ھ (24 دسمبر 1772ء) شبِ جمعہ مدینہ منورہ میں سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نانا سیّد زکی الدین نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام اپنے والد کے نام پر عبداللہ رکھا۔ بچپن سے ہی نورِ حق پیشانی میں درخشاں تھا۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا۔ نانا کے تو خصوصی طور پر محبوب تھے اور وہ بھی ہر لمحہ اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتے۔ فرماتے "دیکھنا ایک دن یہ آسمانِ ولایت پر نور بن کر چمکے گا۔"

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سات سال ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سیّدہ مومنہ بی بی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید حفظ کرانا شروع کیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں بے چینی بہت تھی، جب تک قرآن پاک یا عبادت میں مصروف رہتے سکون رہتا جیسے ہی فارغ ہوتے بے چینی اور بے سکونی دل پر چھا جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نانا سے خاص محبت تھی کیونکہ انہوں نے ہی مکہ سے لے کر مدینہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیرت و حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق ہر تفصیل نہ صرف سنائی بلکہ پیدل چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وہ جگہ خود دکھائی اور ہر اس مقام پر لے گئے جہاں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت گزارا یا چند لمحے بھی ٹھہرے تھے۔ ایک رات نمازِ مغرب کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضرت سیّد محمد زکی الدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر پہلے جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیّدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا اور سیّدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور عرض کی "آپ کی جد ہے اور اس غریب الوطن کا نواسہ ہے، میرے بعد اس کا خیال رکھنا" پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے اور رو رو کر عرض کی "اے آقا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نواسہ ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے حوالے کر رہا ہوں اس کو اپنی وراثت سے محروم نہ رکھنا۔'' رات گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر چھوڑا اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ صبح ابھی آپؒ والدین کے ہمراہ نمازِ فجر کا وضو کر ہی رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا سیّد محمد زکی الدین کا وصال ہو گیا ہے۔ اس وقت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف چودہ سال تھی۔ نانا کے وصال سے آپؒ کے دل کو شدید صدمہ پہنچا کیونکہ نانا کے پاس رہ کر تھوڑا بہت جو سکون ملتا تھا وہ بھی جاتا رہا۔

آپؒ کے والدِ محترم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ کاروبار میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کاروبار میں دل نہیں لگتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر ویرانوں میں نکل جاتے۔ کبھی کبھی تو بے چین اور بے سکون ہو کر دوڑتے دوڑتے مدینہ منورہ سے کئی میل دور نکل جاتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں لہولہان ہو جاتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد آپؒ کو اٹھا کر گھر لاتے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیوانہ اور مجنون سمجھتے۔ لوگ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین آپؒ کی باطنی کیفیت کو سمجھ نہ پا رہے تھے۔ 25 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح آپؒ کے ماموں محمد یعقوب بن زکی الدین کی صاحبزادی سعیدہ سے کر دیا گیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سے نہ نبھ سکی۔ 26 سال کی عمر میں 1212ھ (1798ء) میں آپ کے شفیق والد سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ یہ ایسا گہرا صدمہ تھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سیّدہ مومنہؒ کی برداشت سے باہر تھا۔ شوہر کے وصال اور بیٹے کی حالت نے اُن کو نڈھال کر دیا تھا۔ شوہر کا کاروبار انہوں نے اپنے بھائی کے حوالے کر دیا لیکن غالباً خوشیوں نے والد اور شوہر کی وفات کے ساتھ ہی اُن سے منہ موڑ لیا تھا۔ اُن کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ شوہر کا اتنا بڑا کاروبار اپنے بھائی کے حوالے کر کے انہوں نے بڑی سخت غلطی کی ہے۔ بھائی کی طرف سے انہیں بمشکل اخراجات پورے کرنے کے لیے رقم ملتی تھی۔ دوسرا ستم یہ ہوا کہ شوہر کے وصال کے ایک سال بعد آپ کے بھائی اور اُن کی بیٹی سعیدہ نے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو طلاق دینا پڑی۔ اپنوں کی طرف سے ملنے والے یہ پے در پے صدمات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ پر پہاڑ بن کر گرے اور شوہر کے وصال کے 5 سال بعد 1217ھ (1803ء) میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

تلاشِ حق

والدہ کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے کاروبار پر آپؒ کے ماموں سیّد محمد یعقوب کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل ویسے بھی دنیا سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ اس لیے آپؒ نے بھی کاروبار واپس لینے میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ بے چینی اور بے سکونی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ دل زندگی سے مکمل طور پر اچاٹ ہو چکا تھا۔ جیسے ہی بے چینی اور بے سکونی بڑھتی فوراً عبادت اور تلاوتِ قرآن شروع کر دیتے تھے لیکن جیسے ہی فارغ ہوتے وہی حالت پھر طاری ہو جاتی۔ آہستہ آہستہ یہ دیوانگی بڑھتی جا رہی تھی، اور ایسا لگتا تھا کہ سکون دینے والی چیز کوئی اور ہی ہے جس کی تلاش میں آپ رحمۃ اللہ علیہ آگ برساتے سورج میں دیوانوں کی طرح دوڑتے پھرتے۔ پیدل مدینہ سے مکہ پہنچ جاتے' خانہ کعبہ میں معتکف ہو جاتے' دن اور رات دیوانہ وار طواف کرتے' خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ گریہ زاری کرتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے۔ کبھی ہفتوں غارِ حرا اور کبھی غارِ ثور میں بھوکے پیاسے معتکف رہتے، گزارہ گھاس پھونس پر ہوتا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت زیادہ خراب ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ مدد کے لیے کسی نہ کسی کو بھیج دیتا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا۔ اسی حالت میں 9 سال گزر گئے۔ شعبان کے مہینہ میں ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ جنت البقیع کے پاس کھڑے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عالمِ عشق و دیوانگی میں دیکھ رہے تھے کہ پیچھے سے ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا ''کیسے ہو عبد اللہ؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا ''تم کون ہو؟''

اس نے جواب دیا ''میں خضر ہوں! راہ دکھاتا ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''مجھے کیا راہ دکھاؤ گے؟''

حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا ''اپنے نانا سے وراثت طلب کرو۔''

سیّد محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرانی سے جواب دیا ''میرے نانا کا وصال ہو چکا ہے۔ میرے نانا اور والد کی وراثت میرے ماموں کے پاس ہے اور مجھے اس سے کوئی غرض بھی نہیں ہے۔''

حضرت خضر علیہ السلام نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''میں آپ کے نانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُن کی وراثتِ فقر کی بات کر رہا ہوں۔''

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جا کر نانا کے قدموں میں بیٹھ جاؤ اور جب تک وراثتِ فقر عطا نہ کریں مسجد نبوی سے باہر نہ نکلنا خواہ موت آ جائے''۔ یہ کہہ کر خضر علیہ السلام غائب ہوگئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ 40 سال کی عمر میں 27 شعبان 1226ھ (15 ستمبر 1811ء) اتوار کے دِن مسجد نبوی میں وراثتِ فقر کا سوال لے کر بیٹھ گئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت شروع فرما دی۔ نہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کوئی غرض رکھتے اور نہ سوال کرتے، چپ چاپ اپنے کام میں مگن وراثتِ فقر کی التجا کرتے رہتے۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے قراری کو قرار بھی آ گیا اور دل کو سکون بھی مل گیا تھا۔ عرصہ چھ سال کی خدمت اور غلامی کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیدار کی نعمت عطا کی اور پوچھا! تو اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتا ہے؟ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے''۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فقر کے لیے تجھے ہند سلطان العارفین سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس جانا ہوگا۔''

جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد و ہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں پھر مجھے سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہٰذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مستفید فرمایا اور پھر پوچھا کہ ''اس خدمت کے بدلہ میں کیا چاہتے ہو؟'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا کہ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''تجھے فقر سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) سے ہی ملے گا''۔ اس مرتبہ سیّد محمد عبداللہ شاہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تو اُس علاقے کی زبان، رسم و رواج، رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''ہم تجھے اپنے محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپرد کرتے ہیں تمہاری تربیت کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب اُن کی

ذمہ داری ہے"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے 12 سالہ قیام کے بعد 23 رمضان المبارک 1238ھ (2 جون 1823ء) سوموار کے دِن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باہر تشریف لائے۔

سفرِ حق

مسجد نبوی سے باہر آکر 29 رمضان المبارک تک محنت مزدوری کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ رقم جمع کی اور ایک گھوڑا خریدا۔ 29 رمضان المبارک 1238ھ (8 جون 1823ء) بروز اتوار جب لوگ مدینہ شریف میں عید کی تیاریوں میں مصروف تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد شریف روانہ ہو گئے۔

28 شوال 1238ھ (7 جولائی 1823ء) بروز سوموار آپ رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "تو نہ صرف ہمارا حسبی نسبی بلکہ نوری حضوری فرزند بھی ہے" اور پھر تقریباً دو سال تک پیرانِ پیر حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر باطنی طور پر اپنے فرزند حضرت شیخ سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ کا فرزند ہے اور آگے پہنچانا اب آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ذمہ داری ہے اور فرمایا کہ سروری قادری سلسلہ کے ہر شیخ سے ترتیب سے ملتے ہوئے ہمارے محبوب حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ وہی تمہاری منزل ہے اور وہیں سے تمہیں فقر ملے گا اور امانتِ الٰہیہ منتقل ہو گی۔ چنانچہ سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب نے سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی فیض کے حصول کے بعد 11 جمادی الثانی 1240ھ (30 جنوری 1825ء) بروز اتوار کو اسی ترتیب سے سفر کا آغاز کیا۔

حضرت سیّد عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد محمد صادق یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد نجم الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سیّد عبد الفتاح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سیّد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سیّد

عبدالبقاء رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے جد حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے باطنی ملاقات اور فیض کے حصول کے بعد 12 ربیع الاول 1241ھ (24 اکتوبر 1825ء) سوموار کے دِن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ مزار سے باہر تشریف فرما ہیں اور انتظار میں ہیں۔ دیکھتے ہی فرمایا ''آیئے عبداللہ شاہ صاحب ہم تو آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔'' سلسلہ کے ہر شیخ سے ملاقات کے بعد سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر رازِ پنہاں ظاہر ہو چکا تھا۔ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی صورت مبارک کا دیدار کیا اور جلوۂ حق دیکھا تو دیوانہ وار مجذوبیت میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے گرد چکر لگانا شروع کر دیئے۔ اس پر سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بیٹھنے کو کہا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ بے خودی اور مستی میں چکر لگاتے رہے۔ آخر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے دونوں گھٹنوں پر اپنے دستِ مبارک زور سے مارے جس سے سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ بیٹھ گئے۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے ان دستِ مبارک کے نشانات ساری عمر نہ صرف ان کے گھٹنوں پر موجود رہے بلکہ ان کی اولاد کے گھٹنوں پر بھی۔ ان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اُن کے دونوں گھٹنوں پر سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک کے نشانات دیکھ لیے جائیں، کسی اور جگہ پر کوئی نشان نہیں۔

منتقلی امانتِ الٰہیہ۔ امانتِ فقر

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے امانتِ فقر، امانتِ الٰہیہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل فرمائی اور امانتِ الٰہیہ کا سلسلہ جہاں پر رکا تھا وہیں سے تقریباً 139 سال بعد دوبارہ شروع ہو گیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے چھ ماہ تک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر شورکوٹ جا کر نکاح کا حکم فرمایا اور حکم دیا کہ نکاح کے بعد اپنی زوجہ کے ساتھ

ریاست بہاولپور کے شہر احمد پور شرقیہ چلے جائیں اور اپنے آپ کو مخفی و پوشیدہ رکھیں، طالبانِ مولیٰ خود بخود آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ طالبانِ مولیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا فیض عطا فرمائیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ دربار حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے روانہ ہو کر شورکوٹ پہنچے اور وہاں حسبِ حکم نکاح فرمایا اور ریاست بہاولپور تشریف لے گئے۔

آمد احمد پور شرقیہ (ریاست بہاول پور)

سیّد محمد عبد اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نواب بہاول خان سوئم مرحوم و مغفور کے عہد میں 29 رمضان المبارک 1241ھ (6 مئی 1826ء) بروز ہفتہ ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ میں تشریف لائے اور جہاں آج آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے ساتھ مسجد ہے، وہاں ٹیلہ پر قیام فرمایا۔ نواب صاحب کو معلوم ہوا تو شرفِ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور آپؒ کی مجلس اور صحبت سے فیض یاب ہو کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش کے لیے مکان اور درویشوں کی رہائش کے لیے حجرے تعمیر کرائے اور خانقاہ، درویشوں اور زائرین کے لنگر، خوراک اور دیگر تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لیے۔ جب بھی نواب صاحب کو کوئی مشکل پیش آتی بصد ادب و نیاز اور دست بستہ طالبِ دعا ہوتے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے اُن کی پریشانی اور مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا۔ نواب بہاول خان سوئم نے صرف ایک بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مشورہ کو نظر انداز کیا اور انتہائی پریشانی اُٹھائی۔ ہوا یوں کہ نواب صاحب اپنے دوسرے بیٹے سعادت یار خاں کو ولی عہد مقرر کرنا چاہتے تھے۔ غالباً 1850ء میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''فتح یار خاں ریاست کے لیے موزوں ولی عہد ہے، یہ ریاست کو سنبھال سکتا ہے، دوسرا ریاست کو برباد کر دے'' گا۔ نواب صاحب بہت پریشان ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بات پر عمل کرنے کی بجائے کسی اور مشہور بزرگ کے مشورہ پر سعادت یار خاں کو ولی عہد مقرر کر کے دستار بندی بھی اُن سے کرا دی۔ سیّد محمد عبد اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی

بات درست ثابت ہوئی اور نواب بہاول خاں سوئم کی وفات کے بعد ولی عہدی کے اس جھگڑے نے ریاست بہاول پور کو تباہ کر کے رکھ دیا۔

نواب بہاول خاں سوئم کی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت

نواب بہاول خان سوئم مرحوم و مغفور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے ملفوظات پیر محمد عبد الغفور شاہ[1] رحمۃ اللہ علیہ میں درج ہے کہ:

''جناب نواب صاحب موصوف حضرت شاہ صاحب سے اس قدر کمال ارادت و حسنِ عقیدت و نیازِ قلبی و بہر حالتِ دعا طلبی و صدقِ اخلاص، محبت و یقین از حد تمام رکھتے تھے۔ جب زیارتِ حضور کے لیے اکثر اوقات بغرض تحصیلِ سعادتِ دارین حاضر ہوتے تھے تو حویلی مکان مبارک کے دروازہ کے باہر ہر دو نعلین (جوتے) اتار کر اندر داخل ہوا کرتے تھے اور با کمال نیاز و آداب و خشوع تمام دونوں ہاتھوں کو باندھ کر حضور میں کھڑے رہتے تھے کیونکہ جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر یہ حالت رہتی تھی کہ جذبِ الٰہی سے ہر دو آنکھیں مبارک بند کر کے مراقبہ میں مشغول اور متوجہ الی اللہ کمال استغراق میں رہتے تھے۔ جب تک آنکھیں کھول کر حضورؒ خود نواب صاحب سے کوئی ارشاد نہ فرماتے تھے تب تک اُسی طرح خدمت میں کھڑے رہتے تھے اور کوئی بات زبان پر نہیں لاتے تھے۔ بروقت ان کے ارشاد فرمانے کے جو کچھ عرض معروض ہوتا پیشِ خدمت کرتے اور اُن کے فرمان مبارک کی جان و دل سے کما حقہ تعمیل کرتے تھے اور تمام انتظامِ لنگر شریف، خرچ، اخراجات، خوراک و پوشاک و دیگر ہر قسم جو حضور کے گھر و باہر کا ہوتا تھا اور درویشان و مسافران و زائرین و طالبانِ خدا کا جو بغرض تحصیل فیضانِ باطنی دور دور سے حاضرِ خدمتِ حضور ہوتے تھے،

---

[1] پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اکبر ہیں جنہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امانتِ فقر منتقل کی۔ ان کا تفصیلی ذکر کتاب ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کے باب سوم میں ہے پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اصغر اور بڑے صاحبزادے پیر عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے جمع اور مرتب کیئے۔

جناب نواب صاحب موصوف خاص طور پر اپنا فرضِ عین سمجھ کر جان و دل سے بکمالِ محبت و اخلاص پوری پوری خدمت گزاری کرتے تھے اور سب کارِ خدماتِ متعلقہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کا اپنی نگرانی خاص میں رکھا ہوا تھا اور جب کوئی نیا کام یا نئی بات یا کوئی سلسلہ شروع کرنا ہوتا تو بعد از عرض معروض جیسا کہ حضور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تو ویسا ہی تعمیلِ حکم بجالاتے تھے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب ''سُلطانُ التّارکین'' ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عطا ہوا کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اُن اولیاء اللہ میں سے تھے جن کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے کہ ''میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے ہیں اور جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

ملفوظات پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ میں ہے:

''آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت آزاد طبع عارفِ کامل مکمل اکمل اولیاء اللہ الاتقیاء الاخفیا، بموجب حدیثِ قدسی تھے۔ شہرۂ عالم سے بے نیاز ہر وقت خلوت نشینی میں متوجہ الی اللہ مراقبہ میں بحالتِ استغراق رہتے تھے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے آپ کو ریاست سے، دربار سے اور شہرت سے دور رکھتے تھے۔ کبھی چل کر نہ تو کسی نواب کی محفل میں گئے اور نہ ہی کسی سردار کے پاس۔ ہمیشہ اپنی خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور جو طالبانِ صادق آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لاتے اُن کو فیضانِ الٰہی، تلقینِ باطنی سے مشرف فرماتے اور اُن کا تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب فرماتے۔

غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ باطنی طور پر آپؒ کو ''شاہ صاحب'' کے نام سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ اس لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے

''سخی سلطان''اور جیلانی نسب کی وجہ سے''جیلانی''اور مدینہ منورہ میں ولادت کی وجہ سے''مدنی'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بنا۔

حلیہ اور لباس مبارک

''ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ''میں پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ''آپ رحمۃ اللہ علیہ بالکل سادہ مزاج تھے اور سادہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ پیراہن و کلاہ و پاجامہ شرعی اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبز، نیلی اور سفید دستار استعمال فرمائی ہے۔ سفید دستار کا دو تین ہاتھ شملہ اوپر نکلا ہوتا تھا''۔

خوشی یا عید وغیرہ کے موقع پر تہد اور کرتہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی حسین اور حسن و جمال میں بے نظیر تھے بلکہ احسن الصورت، چہرہ فراخ، نورانی اور درخشاں معلوم ہوتا تھا اور کشادہ پیشانی تھے، چشمان مبارک بہت موٹی تھیں۔ اکثر مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور کمالِ استغراق کی وجہ سے آنکھوں میں سرخی معلوم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بینی (ناک) مبارک بلند تھا، سر کے بال کانوں تک رکھتے تھے۔ ریش مبارک بالکل سفید، منور، گھنی اور طول عرض میں نہایت خوشنما تھی، قد درمیانہ تھا۔ جو لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں خواہ کسی غرض سے حاضر ہوتے تھے وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار مبارک میں ایسے بے خود ہو جاتے تھے کہ اُن کو گھر بار اور سب کام بھول جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جو لڑکے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتے وہ بھی اکثر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار میں محو ہو جاتے تھے اور اُن کو کھیلنا کودنا بھول جاتا تھا۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ''ظاہری صورت میں حسین اور حسن و جمال میں بے مثال اپنے پیر صاحب حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے برابر ہم نے اپنی تمام عمر میں کوئی آدمی نہیں دیکھا اور ان کی خوش اخلاقی کمال درجہ کی تھی''۔

آپ ؒ کے حُسن و جمال اور عظمت کو آپ ؒ کے محرمِ راز پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ نے منظوم سرائیکی کلام میں عشق و محبت سے بہت خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے آپ ؒ کا سرائیکی کلام پیش کیا جارہا ہے۔ اس میں پہلی منقبت ''چشمہ کھلیا نورِ حقانی'' مارچ 2002ء میں اس عاجز نے اپنی کتاب ''گلدستہ ابیات ومناجات شہباز عارفاں سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہؒ'' میں پیر سیّد بہادر علی شاہؒ کے نام سے صفحہ 58 تا 60 پر شائع کر دی تھی۔ ملفوظات کے مطالعہ کے دوران معلوم ہوا کہ یہ منقبت حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ کی ہے جو انہوں نے اپنے مرشد حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ کی شان میں لکھی ہے اور منقبت پر غور کریں تو کلام بھی حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ کا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اِس کے آخر میں آپ ؒ نے اپنا تخلص عبدلؔ استعمال فرمایا ہے۔

چشمہ کھُلیا نورِ حقانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
احمد پورؔ[1] وچ نور برسدا
جتھے شاہ عبداللہؒ وسدا
واقف لوح قلم تے مسدا[2]
ہے وچ ملک بہاولؔ[3] خانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

عرف عجائب عارف باللہ
طالب ویکھ عجب سلسلہ
شکر پڑھن الحمد اللہ
ویکھ جمال رسول نشانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

---

[1] ضلع بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ [2] سیاہی (ink) [3] نواب بہاول خاں جن کے نام سے بہاول پور کا شہر مشہور ہے۔

طالب صادق سالک آون
لین مراداں جھولی پاون
کر تلقین تے راہ وکھاون
کھول سناون راز نہانی[1]
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

رمزاں مخفی جگ وچ ہلیاں
ملک[2] فلک تے مارن جھلیاں[3]
دریاں[4] نور کرم دیاں کھلیاں
تھئی سب حور پری مستانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

فیض فیاض دے ویکھ پسارے[5]
مارے جوڑ اناالحق نعرے
نالے ان حد پیا طوارے[6]
چال مجازی ہوگئی فانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

عاشق بے سر پھرے مسافر
توڑے لوگ سدے چا کافر
واللہ عار نہیں کجھ آخر
ویکھ چشمہ لعل یمانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

---

۱ چھپے ہوئے ۲ فرشتے ۳ آوازیں بلند کرنا ۴ کھڑکیاں ۵ پھیلاؤ ۶ بے انتہا، بے حد

خوبی نرگس ناز نظر دی
نیتی طاقت ہوش صبر دی
عبدلؔ آہی لیل قدر دی

واہ روشن او سِرّ سبحانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
چشمہ کھلیا نورِ حقانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

☆☆☆☆☆☆

مندرجہ ذیل منقبت میں حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اپنے مرشد سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حُسن کا ذکر فرما رہے ہیں بلکہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے فیض کا بھی ذکر فرما رہے ہیں:

اللہ محمدؐ پیر نوازیا' یاغوثِ اعظم جیلانیؓ
واہ حضرت سلطان باھُو ' تینوں کیتی مہربانی
پیر عبداللہ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی
احمد پور وچ تخت تیرا وچ ملک بہاول خانی
حسن کمال خوابیدہ چہرہ ویکھ سیرت انسانی
اُو لُٹ پون مہتاب صحی[1] کر جلوہ شاہ نورانی
تاب کنوں بے تاب کرے اُو صورت یوسف ثانی

نال نظر امداد کرم دے سپر[2] کھولن طبقانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

---

[1] صحیح [2] رکاوٹ دور کریں

ثابت قدم شرع تے محکم تَـمَّ الْـفَـقْـرُ مکانی
کر تقرار نصیب ازل دا ویکھن قلم ربانی
طالب خاص چِھکن کَھن دوروں نالے طرح نہانی
طالب نوں تلقین کرن دس کھولن رُکن یزدانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

جوڑ کلید تصور[1] دی تہہ دیوین گرم دوکانی
سالک دا کر بہت تسلہ[2] بولن ڈر دہانی
ویکھ کلید تصور دی سبھ قفل کھلن ہریانی[3]
عکس کلید کریسی دل نوں روشن دوہاں جہانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

آتش مشق سڑیسی سبھ زنار تے کفرستانی
سینہ صاف کریسی سبھ وہمات ویسن[4] نفسانی
لیل نہار تھیسی وت وارد وچ ہر وقت زمانی
دہ لکھ ستر ہزار تجلّی پوسی وچ دل جانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

ویکھ ظہور اصل دیاں لاٹاں غیر تھیسی نسیانی[5]
سالک نوں سمجھائین بہہ نال استمداد[6] امکانی
کہ مذکور اظہار سائین آکھن بات لسانی

---

[1] اسمِ اَللّٰہُ ذات [2] تسلی [3] حیرانی [4] وہماتِ نفس، خواہشات ختم ہوجائیں گی
[5] غیر اللہ کو بھول جائے گا [6] مدد چاہنا

بخش برات ازل وچ دیوین کھولن کان خزانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

نور کنوں مسرور کرین دل موج دیوے جریانی[1]
تروڑ[2] حجاب سُٹن ظلماتی کُھلے عین عیانی
کر غم دور گھنیں دلداری نال ہمت مردانی
در آئے دی لاج پالن[3] رکھ شیوہ شان شہانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

شفقت نال سمہالین[4] ہر دم گنج[5] دیوین ارزانی[6]
ظاہر باطن کرو توجہ نال کرم احسانی
نال نظر ارشاد کرین[7] دس اسم اعظم[8] سبحانی
سُنیم[9] بات صفات تیری دی عجب لگی حیرانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

بھاہیں[10] حسن تیرے دیاں بلّیاں[11] ہوک[12] لگی تن کانی[13]
عشق چراغ بلّیا وچ دل دے شوق گھتی گل گانی[14]
حُب دیدار تیرے دی غالب کیتی سِک[15] روحانی
تھی راہی گھر چھوڑ چلیم توں واگ چھکی جسمانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

---

۱ جاری رہنے والا ۲ توڑ کر، ہٹا کر ۳ عزت کا بھرم رکھنا ۴ سنبھالیں ۵ خزانہ فقر ۶ سستا یعنی طالب کو خزانہ فقر عطا کرنا ۷ کریں ۸ اسمِ اعظم یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات ۹ سنی ۱۰ آگ ۱۱ جلی ۱۲ درد بھری آہ ۱۳ کمزور نحیف ۱۴ گلے کا ہار ۱۵ چاہت

وچ جناب تیرے دے پہنچیا ایہہ بندہ سفرانی
نال کرم سڈ کول بہا تے دے سایہ سبحانی
جو احکام کیتونی بہی وت کیتم سبھ فرمانی
کر احسان کمال لطافت ولولؔ[1] قول کیتانیؔ[2]
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

پورا رہم قرار اوہین تے کر مشکل آسانی
شالہ قول پہنچایم قبلہ نال ہمتِ مردانی
صحبت دی گل یاد کیتی کجھ عبدلؔ طرح بیانی
ہے تلقین حقیقی اس وچ حضرت پیر پیرانی
پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

☆☆☆☆☆☆

مندرجہ ذیل منقبت میں پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہونے والے اسرار بیان فرما رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی اولادِ نرینہ نہیں تھی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہی اپنا فرزند بنایا ہوا تھا۔ اس منقبت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اس کا اظہار فرما رہے ہیں۔

جان ونج نال ادب دے بیٹھیم نیڑے مرد صفائی
پیر عبداللہ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی
تُو ہیں فرزند اساڈا دل وچہ رکھ چھپائی
تھی خوشحال حضور بیٹھیم جد کامل رمز ویکھائی
کر تسکین ٹکیمؔ[3] وچ خدمت تھیم امید سوائی
پیر عبداللہؒ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

---

[1] بار بار [2] آپ نے فرمایا [3] رہنا قیام کرنا

ہک دیہنہ نال عنایت دے شاہ ایہ گفتار آلائی
پند[1] میری فرزند میرا سُن ہویا بہت سجائی
جیکر موت ونجیں گھن اسانوں جانے نہیں جدائی
رہن قریب ہمیش اساڈے نت دل جان رلائی
چھوڑیں ناں اسانوں ہرگز ہوسی نہیں لوائی
پیر عبداللہؒ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

تھیسی گال کمال تینوں سبھ جو کُجھ اساں آلائی
گئی سستی وت چھوڑ جتھاں شہہ محکم بندھائی[2]
خامی کنوں حضور اگے میں کر تقریر سنائی
جے فرماؤ حجرے وچ پکڑ بہاں تنہائی
چلّے دی بھی دیوو رخصت پوے قبول کمائی
پیر عبداللہؒ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

چھ ماہ گزر گئے وچ خدمت آکھیم[3] نال جھکائی[4]
نرمی نال زبان کنوں شاہ گل ایہہ فرمائی
حجرہ گل دا جان فریبی چلہ سبھ مکرائی
جوڑ قلعہ وچ حجرے دے چھپ بیٹھا درد ہوائی
کر دعوے فرعون وانگوں نت رکھدا فخر وڈائی
پیر عبداللہ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

حُجرہ اصل پچھان پسر بیا کُوڑ[5] سبھ چترائی
حجرے دے وچ گم ہوون ہور دی خبر نہ کائی

---

1 نصیحت 2 کہا 3 پختہ، مضبوط 4 ہچکچاتے ہوئے، عاجزی سے 5 جھوٹ

چلہ چال جمال ویکھیں جتھے اسم کرے روشنائی
کیتا قول پلیسوں[1] اساں نالے حکم خدائی
وقت اوتے موقوف سبھ گل تھیسی بہت چنگائی
پیر عبداللہؒ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی
ہوسی نہیں زوال کوئی گل تھیسی نہیں اجائی[2]
غور کنوں فی الفور کرے بھی مخفی طور بھلائی
عاجز دی نت کرے تسلی وہ رہبر مولائی
عین یقین مقیم تھیا وت کرن وعدہ وفائی
عبدلؔ جو تقدیر مقدر جان لکھی سر آئی
پیر عبداللہؒ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

☆☆☆☆☆☆

اس منقبت میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حسن کی تعریف فرمارہے ہیں۔

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہؒ شاہ گُل کھڑیا[3] باغوں شاہ جیلانی
شاہ خوباں محبوباں دا ہادی ہے لاثانی
شمس قمر تے لیل قدر سبھ ویکھ رہن حیرانی
عارف کامل خاص مکمل صاحب عین عیانی
سئے مشتاق جمال اللہ تے جان کرن قربانی

---

1. نبھائیں گے، پورا کریں گے 2. لاپروائی 3. کھلا

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہؒ شاہ گُل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

سلک سلوک دے کھولے ہادی جانت[1] دُرمعانی[2]
کر کے جوش و خروش اوچھلے وجدی طغیانی
ہِن شہباز ہدایت دے کیا چال چلن مستانی
مارن جوڑ اناالحق نعرہ ذات اللہ وچ فانی

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہؒ شاہ گُل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

واہ واہ سید پاک مکرم وجہہ اللہ نورانی
وچہ ادراک قدیم کیا پوہچن وہم خیال گمانی
کھولے لطفوں عارف کامل سبھے راز نہانی
سد حضور چا کشف کرائی اسم اعظم قرآنی

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہ شاہ گُل کھڑیا باغوں شاہ جیلانی

ہک طرفے وچ جس نوں چاہے سیر کھولے طبقانی
جے چاہے جھمکار اندر پہنچائے لامکانی
منزل اُس مقام پہنچائے نہیں جو وچ بیانی
کر گلزار دیدار کنوں سب راز جانا عرفانی

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہؒ شاہ گُل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

---

[1] جان جائیں [2] نایاب معانی

خادم روز ازل تے کرو خاصہ گنج ارزانی
ہر دم دم وچ قدم قدم تے کرو فیض رسانی
قلب سقیم سلیم کرو ذرہ فیضوں دے درمانی
ظاہر باطن پہنچو ہادی کر امداد روحانی
نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہؒ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ
شاد آباد کرو ایہہ دل سبھ فوج نسے شیطانی
بخش تصرف کامل ہادی نور ویکھا جسمانی
نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہؒ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

☆☆☆☆☆☆

ملفوظات میں یہ منقبت اردو میں ملی ہے جو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھی ہے

مجھے بھاتے ہیں یا حضرت اذکار تیرے
میرا ورد وظیفہ ہیں وہ خوش اسرار تیرے
جو حضرت مصطفیٰؐ کے ہیں تمام اطوار تیرے
جو حضرت غوث اعظمؓ کے ہیں سبھ آثار تیرے
نظارا خاص وجہہ اللہ وچ دیدار تیرے
جو اکبر حج ہوتا ہے مجھے دربار تیرے
یقین میں ایک گلبن ہوں کنوں گلزار تیرے
یہ ہیں گل پھل تیرے سبھ خار تیرے

کسی سے کچھ غرض نہیں ہم ہیں سرکار تیرے
اگر زاہد و عابد ہیں دِگر[1] گناہ گار تیرے
محبت کے ہیں دل خموش میں بھڑکار تیرے
غلامی کے ہوئے حق سے ہمیں حقدار تیرے

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ ''عبدلؔ'' تخلص استعمال فرمایا کرتے تھے اور اُن کے کلام کے ایک ایک مصرعے سے اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے عشق اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی[2] رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک خوبصورت منقبت تحریر فرمائی ہے۔

حمد الٰہی ہر دم ہووے شامل جاودانی
لا محدود درود نبیؐ نوں ہر ویلے ورد زبانی
آل اصحاب رسول اللہ تے ہے رحمت رحمانی
حضرت پیر پیارا رب دا مظہر فیض ربانی
منور سارا عالم نوروں شمس صحیح فیضانی
سلطان الفقر فیاض دو عالم ہو محبوب سبحانیؒ
علمِ جمال اعلیٰ فرمایوس فیض باھُوؒ سلطانی
تریاق[3] مزار حضور انور دا زہر ونجے نفسانی

---

[1] دوسرے [2] حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ فقر منتقل ہوئی۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخ کے مرتبہ پر فائض ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شورکوٹ جھنگ روڈ پر اڈہ قاسم آباد سے جانبِ مشرق دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ [3] زہر کو ختم کرنے والی دوا

حمد الٰہی ہووے ہر دم شامل جاودانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

عمر تمام خراب ہوئی جناب ' گناہ وچالے
پا جھاتی اسماء صفاتی، دور ہوون سب کالے
حقیقتِ حق تحقیق ہووے بھی کنہہ کن ابہالے
دے موج وکھاؤ اوچ[1] سخی، کر دو جگ مالا مالے
نہ ویکھیں حالت میری نام تیرا لج پالے
توں امواج ہے بحرِ کرم دا، والا منصب اعلے

کرم اپنے دا دان عطا کر قبلہ دوہیں جہانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

سامان لیاون سالک[2] تیرے نیکی تے بھلیائی
اس بندے گندے مندے تیرے ضائع عمر ونجائی
آس افضال تساڈے دی ہک آہم جھولی پائی
محویت[3] ہاویت[4] ہووے مطلق بخش خدائی
حساب نہ زیبا بادشاہاں، ادنیٰ نال گدائی
غلام کمینہ دیرینہ ہے حاضر سیس[5] نوائی

استغراق ہووے توحیدی حالت خاص عرفانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

صبح تے شام ہک نام تساڈا لیندیاں عمر گذاراں
اسم مبارک اعظم تیرا اندر باغ بہاراں

---

۱ بلندی ۲ طالبِ مولیٰ ۳ استغراق ۴ مرتبہ ھاھویت ۵ پیشانی، ماتھا

بانجھ[1] تیرے نہیں ساںجھ[2] کائی سر تیرے توں واراں
کر کرم تے دل نوں گرم کر عشق لئے ہن ساراں
غیر دی سیر[3] ونجاؤ دل توں، نور ہووے انواراں
ہادی مست الست کرو ہک حرف بلٰی[4] پکاراں
تاثیر اسم اَللّٰہُ دل وچ پا ہووے قبول سوال زبانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

عطاء تاثیر بخشو جو بے انداز خزانہ
دریا فضل دا جاری ہووے بے حد بیکرانہ
عام تے خاص اٹھاون فائدہ عالم مرد زنانہ
دنیا دے خطرے چھوڑ ونجن تے چھوڑے نفس آشیانہ
وقت مرن دے حاضر ہوویں رہے حیران زمانہ
زندہ قبر ایمان سلامت فیض کریں شاہانہ
یا حضرت اس عاجز دی آ آپ کریں قل خوانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

قبض[5] تے بُسط[6] ونجاؤ ہووے استغراق مدامی[7]
ہر ویلے تینوں حاضر ویکھاں پوے قبول غلامی
بہرہ مند فناء فی الشیخوں، ذوقوں رہاں سلامی
بَنا محقق عارف قبلہ تاں جاوے ناکامی

---

۱ بغیر ۲ ساتھ ۳ غیراللہ کے خیالات ۴ ہاں (قالو بلیٰ) ۵ بندش، تنگی ۶ کھلنا ۷ ہمیشہ کے لیے

افعال اقوال ہک حال ہوون الہامی[1] تے اعلامی[2]
کر پختہ آوند یا خداوند باقی رہے نہ خامی
ممتاز مفخر کر یامرشدؒ دے خِلعت شاہانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

سبحان اللہ یاد آوے اکثر فیض کرم سلطانی
ہک دم طے طریقت ہووے کُھلے راز نہانی
کشف حقیقت نور نظارے مطلق عین عیانی
فرعون بنایا ناگاہ مینوں صحبت بُدھ[3] امانی
دے کر دان ولاون ناہیں شیوہ شان شاہانی
اجڑی جھوک وسایا قبلہ دے حالت وجدانی
محاق[4] مثال ضیاء خورشیدی بخشو ضو نورانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

کیا پرواہ اس نوں جس دا توں ہوویں پیر مکمل ہادی
موسیٰ وانگ وکھائیں ہر دم خاص مقدس وادی
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ[5] فرمائش کر کے طرف خدا منادی
دے جمال خوشحال کرو کر دشمن دور فسادی
تیرے سوریاں[6] غم جاون تے ظاہر ہووے شادی
ذلیل علیل جلیل ہوئے، سر پا کر چھان ہما[7] دی

---

[1] لقائے باطنی [2] خبر دینا [3] بدھ مت (ایک مذہب) [4] چاند کا گھٹنا بڑھنا [5] اپنے جوتے اتار دو (طٰہٰ 12)
[6] یاد کرنا، پکارنا [7] مبارک پرندہ مراد مرشد

ذرّی نوں خورشید بنا' نفسانی نوں نورانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

کر روشن سینہ بے کینہ ' گنجینہ[1] دے الٰہی
اطہر اشہر[2] ہووے جگ وچ نام تیرے دی شاہی
فرما درخشاں فیض اویسی ماہ کولوں تا ماہی
قائم اسم اَللّٰہُ دا کر ' فرمائیو ہر دم ہمراہی
تاثیر تصرف بخشو حضرت بے حد لامتناہی
طالب نوں انوار دسیون جاوے دور سیاہی
عُما دی حالت ہووے صادر سبحانی ما اعظم شانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

حق یقین عطا ہووے تے استعداد خدا دی
باجھ یقین نہیں کجھ حاصل ہے سب ظلمت وادی
عین یقین نصیب کرو ،جو چال اخص فقرا دی
توں ہوویں میں نہ ہوواں جاوے بُو ہوا دی
یا مرشد وقت آخیر ہویا 'ہے غالب نفس عنادی
لِلّٰہ غور کرو، دے غیر کولوں آزادی
سلطان سیّد محمد بہادر شاہؒ تسلی کر رت فضل ہوسی سلطانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

☆☆☆☆☆

---

[1] خزانہ فقر [2] پاکیزہ شہرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سُلطانُ التَّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ فقر سروری قادری ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

ملفوظات میں ہے کہ:

''حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ سلوک سروری قادری تھا۔ طالبان کو اسی طریق میں داخل فرما کر ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ مشائخ سے طریقہ قادری دو طرح سے جاری اور معروف چلا آ رہا ہے، ایک زاہدی قادری دوسرا سروری قادری۔ سروری قادری طریق میں بغیر ریاضت' محنت و مشقت اور مجاہدہ کے طالبانِ خدا فی الفور محض نظرِ فیض اثر سے اور تلقینِ حقیقی خاص توجۂ شیخ کامل سے واصل بالمقصود ہو جاتے ہیں اور طریق زاہدی قادری میں محنت و ریاضت، مجاہدہ و مشقتِ کثیر سے مدت دراز کے بعد مکاشفہ و کشائشِ رازِ حقیقت ہوتی ہے۔ جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق سروری قادری تھا کہ بغیر از ریاضت و مجاہدہ، محنت و مشقت طالبانِ خدا پر اُن کا فیضان جاری ہو جاتا تھا اور محض نظرِ فیض اثر سے کشائشِ کمال ہو جاتی تھی اور گاہے خاص تلقین بھی طالبانِ حق کو فرما دیا کرتے تھے۔''

شجرہ سلسلہ سروری قادری اس طرح سے ہے:

1 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

2 امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

3 حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

4 حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

5 حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

6 حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

7 حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

8 حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

9 حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

10 حضرت شیخ عبدالعزیز بن حرث بن اسد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

11 حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

12 حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفراح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

13 حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ

14 حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

15 غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

16 حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

17 حضرت شیخ سیّد عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ

18 حضرت شیخ سیّد محمد صادق یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ

19 حضرت شیخ سیّد نجم الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ

20 حضرت شیخ سیّد عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ

21 حضرت شیخ سیّد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

22 حضرت شیخ سیّد عبدالبقاء رحمۃ اللہ علیہ

23 حضرت شیخ سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ

24 حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

25 سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

26 سُلطانُ التّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سُلطانُ التّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری اب تک اس طرح جاری ہے:

☆ پیر سیّد محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ (وصال 1910۔ مزار شریف مڈ شریف ضلع جھنگ)

☆ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ (وصال 1934۔ مزار شریف شورکوٹ جھنگ روڈ اڈا قاسم آباد سے مشرق کی جانب دو کلومیٹر)

☆ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (وصال 1981۔ مزار شریف موضع سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ)

☆ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ (وصال 2003۔ مزار شریف موضع سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ)

☆ خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس

فقہی مسلک

حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حنفی مسلک اور اہلِ سنت والجماعت سے تھے۔

کرامات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بے شمار ہیں جن میں سے چند ایک بیان کی جارہی ہیں:

1. ہندوستان پر تاجِ برطانیہ کی حکومت قائم ہو چکی تھی لیکن ملتان پر ابھی تک سکھوں کا قبضہ تھا

نواب بہاول خان سوئم سے مدد اور ملتان پر لشکر کشی کے لیے فوج طلب کی تو نواب بہاول خان سوئم سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ''ملفوظات پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں ہے:

''جب فتوحاتِ ملتان کے حاصل کرنے میں سکھوں کے زمانے میں انگریز جناب نواب بہاول خان سے استمدادِ لشکر و فوج کے خواہاں ہوئے تو حضور جناب شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں نواب صاحب حاضر ہو کر کمال ادب سے ملتمس ہوئے کہ حضور بغرض تحصیلِ فتح ملتان انگریزوں نے مجھ سے امدادِ فوجیہ طلب کی ہے۔ آپؒ دعا فرماویں اور جو کچھ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہو میں اس پر تعمیل کرنے کو تیار ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار اً ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمہارے لشکرِ فوج کی کیا تعداد ہوگی؟ ۔ عرض کیا کہ چالیس ہزار کے قریب ہوں گے۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک درویش میاں محمد سلیمؒ[1] رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ دے کر نواب صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ملتان کی امدادِ فتح کے لیے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ تمہاری تمام فوج اور ہمارا ایک درویش۔ (یعنی یہ ہمارا ایک درویش تمہاری تمام فوج سے زیادہ تم کو امداد دے گا)۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور اس درویش کو بہت عزت و قدر کے ساتھ ہمراہ اپنے امدادی لشکر کے فتح ملتان کے لیے بھیج دیا۔ اس وقت منشی غلام حسن صاحب جو حافظ جمال محمد صاحب ملتانی علیہ الرحمتہ کے خلفاء میں سے تھے اور سکھوں کی طرف سے توجہ امدادِ باطنی کرتے تھے اس لیے ملتان پر فتح نہ ہو سکتی تھی، منشی صاحب موصوف نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک کامل بزرگ کی امدادِ باطنی تحصیل و قبضہ ملتان کے لیے پہنچ گئی ہے اور کوئی شخص بآ وازِ بلند کہتا ہے کہ اب خبردار رہنا اور توجہ نہ کرنا کہ اس وقت تمہارا توجہ کرنا کچھ اثر نہ کرے گا اور تم نے بھی اپنے مسکن پر شہید ہونا ہے۔ انہوں نے یہ (حاکمِ ملتان سے) اشارۃً بیان کیا اور رات کے وقت اپنے عیال واطفال کو دریچہ دروازۂ قلعہ سے نکال دیا

---

[1] سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے ہیں۔ مزار کے عقبی قدیمی قبرستان میں مدفون ہیں تربت کی نشاندہی ناممکن ہے۔

کہ ناگہانہ لشکرِ نواب صاحب بھی بہ ہمراہی درویش حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے پہنچا۔ وہ درویش موصوف توپ کے چلانے پر مقرر کیا گیا۔ جب سکھوں نے اندرون قلعہ ملتان سے غلبہ کیا تو اس وقت کسی قدر لشکر انگریزوں کا اور نواب صاحب کا پیچھے ہٹا لیکن وہ درویش اپنی جگہ پر بدستور مقیم رہا اور فی الفور توپ کو چلا دیا اور گولہ قلعہ سے گزر کر اس جگہ پر جا پہنچا جہاں پر سکھوں کا تمام سامان بارود وغیرہ جمع رکھا ہوا تھا وہ تمام نیست و نابود ہوا اور لمحتہ البصر میں اُڑ گیا۔ مخالفین سب کے سب بے سروپا ہوگئے۔ اس وقت لشکرِ نواب صاحب و لشکرِ انگریزوں نے قلعہ پر غلبہ کر کے فتح کر لیا اور پورے طور پر کامیابی حاصل کی۔ اسی روز منشی غلام حسن صاحب پر کسی نے ناگہانہ آ کر تیغ چلا دی اور انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔‘‘

اس واقعہ کی تصدیق تاریخ پنجاب کی مختلف کتب سے بھی ہوتی ہے۔ غلام مصطفیٰ بسمل ’’تاریخِ پنجاب‘‘ میں فتح ملتان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’انگریزوں نے اب فیصلہ کیا کہ پہلے شہر (ملتان) کو فتح کیا جائے بعد ازاں قلعہ پر اپنا تصرف قائم کیا جائے، اس کے ساتھ ہی برطانوی توپ خانے نے شہر پر شدید گولہ باری شروع کر دی جس کے نتیجے میں 30 دسمبر 1848ء کو قلعے میں موجود گولہ بارود کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تباہ ہو کر رہ گیا جس میں پانچ ہزار من بارود تھا۔ جب یہ بارود ایک دھماکے کے ذریعے تباہ ہوا تو اس دھماکے سے پانچ سو سپاہی جو قلعہ میں متعین تھے موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔ اس عظیم نقصان کی وجہ سے ملتانی افواج میں سخت مایوسی اور بے چینی پھیل گئی اور تین جنوری 1849ء کو انگریزی فوجیں شہر میں داخل ہوگئیں اور قابض ہوگئیں۔ (صفحہ 459)

ملفوظات میں بیان کیا گیا ہے:

’’امدادِ فتح ملتان پر ریاست بہاول پور کو ’’پٹہ عدمِ مزاحمت و محاربت حفظ و امن تا قیامِ سلطنت برطانیہ‘‘ انگریزوں سے حاصل ہوا اور نواب بہاول خان سوئم نے حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں چار ہزار روپیہ اور ایک شاندار گھوڑا پیش کیا۔ شاہ صاحب نے روپیہ تو

لنگر شریف کے لیے دے دیا اور گھوڑا واپس فرما دیا۔ نواب صاحب نے اس گھوڑا کی قیمت بعدازاں لنگر کے لیے بھجوا دی۔''

2. آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک طالبِ خاص حاجی محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ[1] نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ بعدِ وصال حضور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا مزار مبارک تعمیر کرانے کی اُسے اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں مزار کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ حاجی محمد بخش صاحب طالبِ صادق اور اہلِ محبت واردات تھے اس لیے اس انکار سے زار و قطار رو کر کہنے لگے کہ ظاہر (زندگی) میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو شہرۂ عالم سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے اور بعد وصال بھی چاہتے ہیں کہ جہان میں نام و نشان تک چھُپا رہے۔ میرا تو یہ شوق ہے کہ حضور کا شاندار مزار مبارک بنوا کر نقش و نگار سے مزین کروں تاکہ زیارت گاہِ ہر خاص و عام ہو جیسا کہ دوسرے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تعمیر کا حکم نہیں ہے یہ شہر ہمارے وصال کے بعد ویران ہو جائے گا اور عرصہ کثیر کے بعد آباد ہوگا اور ہمارا مزار وہی بنوائے گا جو ہماری مانند ہوگا۔ اور (بعدازاں) اسی طرح ظہور پذیر ہوا۔ احمد پور شرقیہ ویران ہوا اور ویرانی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر اور امانتِ الٰہیہ کے وارث حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزار مبارک کی تعمیر 1327ھ (1909ء) میں شروع فرمائی اور ایک سال کے اندر اندر اپنے وصال کے وقت 1328ھ (1910ء) میں مزار شریف کی تعمیر مکمل ہوئی۔

احمد پور شرقیہ کیوں ویران ہوا اس کی تفصیل ''تذکرۂ روسائے پنجاب'' میں اس طرح سے ملتی ہے:-

''1850ء میں نواب بہاول خان سوئم نے اپنے بڑے بیٹے فتح یار خاں کی بجائے دوسرے لڑکے سعادت یار خاں کو ولی عہد مقرر کر دیا (حالانکہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نواب

---

[1] سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں اور مزار مبارک کے عقبی قبرستان میں مدفون ہیں۔ تربت کی نشاندہی ناممکن ہے، انہوں نے ہی پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مٹی اور گارے کا کمرہ تعمیر کروایا تھا۔

بہاول خاں سوئم کو منع فرمایا تھا)، انگریزی حکومت نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ 1852ء میں نواب بہاول خاں سوئم کے انتقال کے بعد سعادت یار خاں مسندِ ریاست پر متمکن ہوئے لیکن ریاست کے دوسرے صاحبانِ اثر و رسوخ داؤد پوترے بڑے بیٹے فتح یار خاں کے حق میں تھے۔ انہوں نے تھوڑے عرصہ میں ہی سعادت یار خاں کو برطرف کر کے فتح یار خاں کو مسندِ ریاست پر بٹھا دیا۔ سعادت یار خاں نے گورنر جنرل بہادر کے پاس فریاد کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ معاہدہ کے مطابق ریاست کو بیرونی حملہ آوروں سے بچانا گورنمنٹ آف برطانیہ کی ذمہ داری تھی اس لیے نواب فتح یار خاں باقاعدہ طور پر نواب تسلیم کر لیے گئے اور معزول نواب سعادت یار خاں کو انگریزی علاقہ میں پناہ دے دی گئی۔ 19200 روپے سالانہ وظیفہ اس شرط پر مقرر ہوا کہ اب اُن کا اور اُن کی اولاد کا بہاول پور کی مسندِ امارت پر کوئی حق نہیں رہ گیا۔ لیکن جلد ہی سعادت یار خاں نے سازشی داؤد پوترے سرداروں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنی طاقت بڑھانی شروع کر دی۔ داؤد پوترے سازشی سردار بھی اس بات کا ادراک نہ کر سکے کہ انگریز یہ سازشیں برداشت نہ کریں گے اس لیے انہوں نے سعادت یار خاں کو لاہور کے قلعہ میں بند کر کے آدھا وظیفہ بند کر دیا اور شرط رکھی کہ جب تک وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں گے اُن کا وظیفہ بحال نہ ہوگا۔ اسی حالت میں 1861ء میں نواب سعادت یار خاں لاولد فوت ہوگئے۔ 1863ء میں نواب بہاول رابع (چہارم) کے خلاف بھی علمِ بغاوت انہی داؤد پوترے سرداروں نے بلند کیا لیکن اُن کی بغاوت جلد ہی ختم کر دی گئی۔ نواب صاحب آخری مرتبہ بغاوت فرو کرنے کے بعد کچھ ایسے اچانک طریقہ سے فوت ہوگئے کہ ان کی موت کے متعلق دغابازی کا شبہ کیا جاتا ہے۔ پھر چونکہ نواب صاحب کی وفات کے بعد اور بھی کئی بلوے اور ہنگامے برپا ہوئے اس لیے آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ نابالغ نواب صادق محمد خاں صاحب اپنی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں رہیں اور ان کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا انتظام انگریزی سرکار کو تفویض کر دیا جائے۔ فی الواقع فتنہ انگیز سرداروں کو فساد سے باز رکھنے کا اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہ تھا کیونکہ انہوں نے اس بات کو دل میں ٹھان لیا تھا کہ ان کی ذاتی

اغراض صرف حکمران خاندان کو تباہ کرنے سے ہی پورے ہوں گی اور وہ اسی امر کے درپے تھے۔

چنانچہ 1866ء میں صاحب کمشنر بہادر ملتان نے ریاست کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار میں لیا اور اس کی تھوڑی ہی مدت بعد ایک باقاعدہ پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہو گیا جس کو پنجاب گورنمنٹ کی عام نگرانی میں ریاست کا انتظام اور اُس میں اصلاحیں کرنے کے پورے اختیارات سپرد ہوئے۔ افسر مذکور کو ہدایت ہوئی کہ وہ اصولاً جہاں تک ممکن ہو خاص ریاست ہی کے ملازموں اور باشندوں کی وساطت سے حکومت اور نظم ونسق کرے اور معاملاتِ ملکداری کو اس طرح پر ترتیب دے کہ جب نواب صاحب اٹھارہ سال کے سن کو پہنچ کر ریاست کی عنانِ انتظام سنبھالیں تو اُس وقت کاروبارِ حکومت کی ایسی حالت ہو کہ نواب صاحب خود اپنے ہی کار پرداز آدمیوں کے ہاتھ سے تمام امور عمدہ اور مکمل رکھ سکیں۔ کرنل منچن صاحب بہادر نے 1867ء میں پولیٹیکل ایجنٹ کے فرائض اپنے ذمے لیے۔ اُس وقت ریاست کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت ملک (ریاست) میں صرف دو آدمی بارسوخ اور صاحبِ وقعت تھے۔ دوسرے یا تو قتل ہو چکے تھے یا جلاوطنی کی حالت میں فوت ہو گئے تھے، اُن کی جاگیریں ضبط ہو گئی تھیں اور ان کے خاندان کے افراد سخت افلاس کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ ریاست میں کوئی اس قسم کا انتظامی عملہ نہ تھا جس کو ایگزیکٹو سٹاف کہا جا سکتا اور نہ ایسے اہلکار موجود تھے جن کو ذمہ داری کے عہدے دیئے جاتے۔ خزانہ خالی تھا، تمام درجوں کے ملازموں کی تنخواہیں چڑھی ہوئی تھیں۔ فوج فاقہ مست اور بغاوت پر آمادہ تھی۔ نہریں بُری حالت میں شکستہ اور فرسودہ پڑی تھیں اور زمینوں کے مالک زمینیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور قرب وجوار کے اضلاع میں لگان گزار مزارعوں کی حیثیت سے کاشت کیا کرتے تھے۔ انگریزی انتظام سے معاملات اصلاح پذیر ہوئے۔ ہر ایک محکمہ پورے طور سے ازسرِ نو مرتب کیا گیا اور چند ہی سال کے عرصہ میں ریاست پھر سرسبز اور خوشحال ہو گئی۔ ماہ نومبر 1879ء میں نواب صاحب بالغ ہوئے اور اُسی سال جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر نے انہیں باقاعدہ طور سے پورے اختیاراتِ حکومت دے دیئے“۔ (صفحہ 663 تا 661)

چونکہ احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور کا مرکز تھا اور ڈیرہ نواب صاحب کے قریب واقع تھا اس لیے ان تمام سازشوں کے نقصانات سب سے زیادہ احمد پور شرقیہ کو ہی اٹھانے پڑے اور ان فسادات اور سازشوں نے احمد پور شرقیہ کو ویران کر کے رکھ دیا۔

1876ء میں احمد پور شرقیہ کو ایک خوفناک سیلاب نے تباہ و برباد کر ڈالا۔ کہتے ہیں کہ اس سیلاب سے سارا شہر ملیا میٹ ہو گیا۔ اب بھی محلّہ فتانی، محلّہ عباسی اور محلّہ کٹڑہ میں پڑے ہوئے گڑھے اسی سیلاب کی یادگار ہیں۔

یوں سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ یہ شہر ہمارے وصال کے بعد برباد ہو جائے گا اور عرصہ کثیر بعد آباد ہو گا۔ 1863ء سے لے کر 1879ء تک احمد پور شرقیہ تباہی و بربادی کے مختلف مراحل سے گزر کر 1879ء میں دوبارہ آباد ہوا۔

3. ملفوظات میں ہے کہ ایک روز سیّد محمد عبداللہ شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ پر سلطان الاذکار فنافی ھُو کی حالت طاری تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ آنکھیں بند کیے ھُو کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ اس حالت میں جب ھُو کے ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سانس مبارک باہر آتا تو تمام سر اور جسم کے بال کھڑے ہو جاتے اور جب سانس اندر جاتا تو تمام بال دوبارہ اصلی حالت میں آ جاتے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کی اس حالت کو دیکھنے میں محو تھے کہ اچانک ایک ہندو جو کہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا معتقد تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بالکل قریب ہو کر بغور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اس حالت کو دیکھنے لگا جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ اچانک آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں اور وہ ہندو پشت کے بل جا پڑا اور کہنے لگا کہ میری کمر تختہ ہو گئی ہے۔ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر اندر سے روغن لا کر اس کی کمر کی مالش کی گئی تو وہ ٹھیک ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس ہندو سے استفسار فرمایا کہ کس غرض سے میرے پاس آئے ہو، اس نے عرض کی کہ ملتان میں میرے رشتہ داروں میں موت ہو گئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو روانہ ہو جاتا ہوں ورنہ ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں اس طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے چند روز بعد وہ خود تمہارے پاس آ جائیں گے، اسی جگہ ماتم

پرسی کر لینا۔ چنانچہ چند روز بعد ایسا ہی معاملہ ظہور پذیر ہوا کہ وہ تمام کے تمام رشتہ دار اس ہندو کے پاس احمد پور شرقیہ پہنچ گئے اور وہ سفر کی تکلیف سے چھوٹا۔

منتقلی امانتِ فقر۔ امانتِ الٰہیہ

جس طرح طالبِ مولیٰ کو مرشد کامل اکمل کی تلاش ہوتی ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل بھی دل کے محرم کی تلاش میں رہتا ہے جسے امانتِ فقر اور امانتِ الٰہیہ منتقل کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دل کے محرم پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کو جلد ہی مل گئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ 8 شوال 1267ھ (5 اگست 1851ء) کو 25 سال کی عمر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 9 سال[1] پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی۔ جب تربیت مکمل ہوگئی تو سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی عالمِ وحدت کی طرف واپسی کا وقت بھی آ گیا۔ ربیع الثانی 1276ھ (نومبر 1859ء) کے آغاز سے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی۔ رمضان المبارک میں آپ رحمتہ اللہ علیہ اتنے علیل ہوگئے کہ وضو نہیں فرما سکتے تھے بلکہ تیمّم سے نماز و فرائض کی ادائیگی فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے محرمِ راز پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لے کر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی صحت یابی کی عرض کی غرض سے تشریف لے گئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1276ھ کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے اندر داخل ہوئے اور مزار پاک پر عرض پیش کر ہی رہے تھے کہ کسی نے عقب سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو السلام علیکم کہا، آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مڑ کر دیکھا تو وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پکڑ کر سینے سے لگایا، امانتِ الٰہیہ منتقل

---

[1] 8 شوال 1267ھ تا 29 رمضان 1276ھ

ہوئی۔ جیسے ہی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوئی آپ ؒ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ نے لوگوں سے دریافت فرمایا تو لوگوں نے نفی میں جواب دیا کہ انہوں نے تو سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ کو دیکھا ہی نہیں۔ دراصل سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ اس وقت جسمانی طور پر تو احمد پور شرقیہ میں موجود تھے لیکن روحانی طور پر امانتِ الٰہیہ منتقل کرنے کے لیے دربار سلطان العارفین ؒ پر حاضر ہوئے تھے۔ جیسے ہی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوئی آپ ؒ نے احمد پور شرقیہ میں وصال فرمایا۔

ازدواج واولاد

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ پہلا نکاح 26 سال کی عمر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ماموں زاد سیّدہ سعیدہ سے فرمایا اور دو سال بعد ہی علیحدگی ہو گئی۔ اُن سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ 4۔ رمضان المبارک 1241ھ (12 اپریل 1826ء) بدھ کے دِن جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے آپ ؒ کو ریاست بہاولپور کے شہر احمد پور شرقیہ جانے اور وہاں تلقین وارشاد کا حکم فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ شورکوٹ میں نہایت ہی غریب اور مفلوک الحال ہمارا ایک محبّ فتح محمد نامی جیلانی سیّد مقیم ہے، اس کی ایک پاکیزہ بیٹی مریم بی بی ہے جو ہم سے محبت وعقیدت رکھتی ہے۔ اُن کے پاس سے ہوتے ہوئے جانا اور اس پاکیزہ مریم بی بی سے نکاح کرنا کیونکہ یہ حکم صادر ہو چکا ہے اور بارگاہِ نبوی ﷺ سے اس پر مہر لگائی جا چکی ہے اور اُن کو بھی مطلع کر دیا گیا ہے۔ آپ ؒ بتائے ہوئے پتہ پر اس سیّد کے گھر پہنچے اور صرف اتنا عرض کیا کہ نام محمد عبداللہ ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے بھیجا ہے۔ وہ جیلانی سیّد تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ آپ ؒ نے وہاں سیّد فتح محمد جیلانی کی صاحبزادی سیّدہ مریم بی بی ؒ سے نکاح فرمایا۔ سیّدہ مریم ؒ عارفہ کاملہ تھیں۔ نکاح کے بعد آپ ؒ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ 29 رمضان المبارک 1241ھ کو احمد پور شرقیہ پہنچے۔ سیّدہ

مریمؒ نے معرفت الی اللہ کو خواتین میں عام کرنے کے لیے حضرت سیدّ محمد عبداللہ شاہؒ کے شانہ بشانہ کام کیا۔ نہ صرف عام خواتین بلکہ نوابانِ ریاست بہاولپور کی بیگمات بھی آپؒ کی بہت معتقد اور عقیدت مند تھیں۔ آپؒ نے احمد پور شرقیہ آمد کے بعد سے وصال تک گھر سے باہر قدم نہ نکالا۔ سیدّ محمد عبداللہ شاہؒ کے وصال کے بعد 1279ھ (1863ء) میں آپ کا وصال ہوا اور دربار پاک کے قریب مدفون[1] ہوئیں۔ آپؒ کے بطن مبارک سے دو صاحبزادیوں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ پہلی صاحبزادی نور بی بی 1248ھ (1833ء) میں پیدا ہوئیں اور دوسری صاحبزادی صالحہ بی بی جو بی بی پاک دامن کے نام سے معروف ہوئیں، 1260ھ (1845ء) میں پیدا ہوئیں۔ نور بی بی کا وصال سات سال کی عمر میں 1255ھ (1840ء) میں سیدّ محمد عبداللہ شاہؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا اور وہ خانقاہ کے قریب مدفون[2] ہوئیں۔ دونوں صاحبزادیوں کے گھٹنوں پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کے دستِ مبارک کے نشان موجود تھے۔ دوسری صاحبزادی صالحہ بی بی المقلب بی بی پاک دامن کے گھٹنوں پر نشان اتنے واضح اور کامل تھے کہ آپ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے قاصر تھیں۔ آپؒ بڑی کامل اور صاحبِ حال خاتون تھیں ہر لمحہ مراقبہ میں غرق رہتیں۔ آپؒ کی نگاہِ کامل سے ہزاروں خواتین نے فیض پایا۔ جب 1276ھ میں سیدّ محمد عبداللہ شاہؒ کا وصال ہوا تو آپؒ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ احمد پور شرقیہ میں ہی رہائش پذیر تھیں۔ آپؒ نے اپنے والد محترم کی زندگی میں ہی نکاح سے انکار فرما دیا تھا کیونکہ آپؒ چلنے پھرنے سے معذوری کی وجہ سے ازدواجی حقوق اور گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر تھیں۔ 1279ھ میں جب آپؒ کی والدہ محترمہ مریم بی بیؒ کا وصال ہوا تو پیر محمد عبدالغفور شاہؒ آپؒ کو اپنے ساتھ

---

[1] [2] دونوں کے مزارات کے بارے میں دو روایات ہیں ایک یہ کہ سلطان التارکین سیدّ محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے مزار کے عقب میں جو دو قبور ہیں اُن میں سے ایک آپؒ کی زوجہ سیدّہ مریمؒ کی اور دوسری صاحبزادی کی ہے اور دوسری روایت کے مطابق دربار پاک سے ملحقہ قدیم عقبی قبرستان میں مدفون ہیں۔

مڈر جبانہ ضلع جھنگ لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہا نے پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ، جن سے ایک ہی فرزند پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے اور وہ بھی لاولد تھے، کے ساتھ رہائش اختیار کر لی۔ اس گھر میں پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ، پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی زوجہ محترمہ رہائش پذیر تھے۔ میرے مرشد سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کو سیّد محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صالحہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے بڑی محبت اور عشق تھا اور اُن کی وصیت تھی کہ مرنے کے بعد انہیں ''صالحہ بی بی'' کے قریب دفن کیا جائے۔ مڈر جبانہ میں بھی صاحبزادی صالحہ بی بی المقلب بی بی پاک دامن رحمۃ اللہ علیہا کی نگاہِ کامل سے ہزاروں خواتین نے فیض پایا اور پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آنے والی خواتین کا ہجوم اسی گھر میں ہوا کرتا تھا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہا رہائش پذیر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے وصال کی تاریخ تو معلوم نہیں ہو سکی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہا پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی وصال فرما گئیں تھیں۔ پیر سیّد محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو مڈر جبانہ ضلع جھنگ کے قریب محمود کوٹ میں اپنی زمین میں دفن فرمایا۔ تربت مبارک کے اوپر ایک کمرہ بھی تعمیر فرمایا جس کو سنگِ مرمر سے مزین کیا۔ کچھ عرصہ بعد پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کا یکے بعد دیگرے وصال ہو گیا تو پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہا کے دائیں طرف اور پیر محکم الدین[1] رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہا کے بائیں طرف دفن کیا گیا۔ یعنی اُن کی وصیت کا احترام کیا گیا۔ زندگی میں بھی یہ تین ہستیاں عشق و محبت سے اکٹھی رہیں اور اب قبور میں بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ اس عاجز نے اس جگہ کی زیارت کی ہے، یہاں اب بھی مزار سے نور کی برسات محسوس ہوتی ہے۔ اگر یہ مزار خواتین کے لیے کھول دیا جائے تو صاحبِ دل خواتین یہاں سے فیض حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ مزار ہمیشہ بند رہتا ہے اور چابی پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[1] پیر محکم الدین رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مڈھ شریف ضلع جھنگ میں پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کے ساتھ ایک کمرے میں ہے۔

مزار کے مجاور کے پاس ہوتی ہے۔ یہ مزار پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی اولاد کے مزارات اور قبرستان سے کافی فاصلے پر واقع ہے۔ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کسی صاحبزادی سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

وصال اور مزار مبارک

چھ ماہ علیل رہنے کے بعد سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 29 رمضان المبارک 1276ھ (20 اپریل 1860ء) بروز جمعتہ المبارک وصال فرمایا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محرمِ راز اور خلیفہ اکبر حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت یابی کی دعا کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ 29 رمضان المبارک کے دن کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی دن ولادت اور اسی دِن وصال ہوا' اسی دِن مدینہ سے بغداد شریف روانہ ہوئے اور اِسی دن احمد پور شرقیہ بہاولپور تشریف لائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حویلی میں ہی دفن کیا گیا۔ پہلے آپ کی تربت مبارک کچی تھی اور اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حاجی محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کچا کمرہ تعمیر کرایا۔ پھر پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے ایک سال قبل 1327ھ (1909ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اور ساتھ ایک مسجد کی تعمیر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور مسجد کی طرز پر شروع کرائی اور جب صفر 1328ھ (فروری 1910ء) میں مزار اور مسجد مبارک مکمل ہوئی تو بالکل سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا عکس معلوم ہوتا تھا۔ مزار میں قدیم طرز پر کاشی کاری اور ٹائل پر سونے کے پانی کا کام ہوا تھا جبکہ سنگِ مرمر کا ایک بہت بڑا اور خوبصورت اور نایاب دروازہ اس وقت ریاست بہاولپور کے نواب صادق محمد خان پنجم کی بیگم نے ہدیہ کیا تھا۔

1999ء میں دربار اور مسجد کو سیم کی وجہ سے خراب ہونے پر شہید کر دیا گیا اور 2000ء سے 2002ء تک مزار مبارک کے اوپر ایک کمرہ تعمیر کیا گیا جس کا صرف ایک مینار تھا اور ساتھ چھوٹی سی مسجد کو تعمیر کیا گیا۔

مئی تا اگست 2012ء میں اس عاجز نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کے مزار مبارک کی طرز پر سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے مزار پر مینار تعمیر کروائے۔ قبرِ اقدس پر سنگِ مرمر لگوایا، اندرونی تزئین و آرائش کے ساتھ پختہ صحن تعمیر کروایا اور یوں آپؒ کا مزار مبارک دوبارہ اصل حالت میں آ گیا۔

آپؒ کا مزار مبارک فتانی چوک' فتانی محلہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں ہے۔

عرس مبارک

حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہؒ سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے وصال کے وقت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کے مزار مبارک پر آپؒ کی صحت یابی کی عرض پیش کرنے گئے ہوئے تھے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہؒ سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کے وصال کے بعد 9 شوال بروز اتوار یعنی شوال کے دوسرے اتوار واپس پہنچے اور آپؒ کا اسی دِن ختم شریف دلوایا۔ پھر آپؒ ہر سال شوال کے دوسرے اتوار ہی میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کرواتے رہے لیکن بعد میں آپؒ کے عرس مبارک کا دِن ہر سال 29 رمضان المبارک مقرر کر دیا گیا۔ اب اس عاجز نے پہلی روایت کو زندہ کرتے ہوئے ہر سال شوال کے دوسرے اتوار کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انعقاد شروع فرمایا ہے۔

سجادہ نشین

سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ نے اپنی زندگی میں ہی محرمِ راز پیر محمد عبدالغفور شاہؒ کو اپنا فرزند اور وارث قرار فرمایا تھا اس لیے پیر محمد عبدالغفور شاہؒ نے اپنی زندگی میں ہی بڑے صاحبزادے پیر عبدالحقؒ کو خلافت عطا فرما کر سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کے مزار کا سجادہ نشین مقرر فرما دیا اور نصیحت فرمائی کہ لنگر کبھی بند نہ ہونے دینا۔ پیر عبدالحقؒ نے بڑی

محبت اور عقیدت سے اس احسن فرض کو نبھایا اور مزار کی توسیع کے لیے 26-1925ء میں 19 کنال 4 مرلہ اراضی خرید کر مزار میں شامل کی۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات ''ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے قلمبند کی۔ پیر عبدالحق[1] رحمۃ اللہ علیہ 18 محرم 1361ھ (4 فروری 1942ء) بروز بدھ وصال فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے۔ فضل حق، عبدالقادر اور عبدالعزیز۔ پیر فضل حق[2] دوسرے سجادہ نشین ہوئے اُن کا وصال فروری 1994 میں ہوا۔ میاں فضل حق کے دو صاحبزادے تھے۔ شمس الحق اور احسان الحق۔ اب پیر شمس الحق سجادہ نشین ہیں لیکن رہائش ٹڈر جبانہ ضلع جھنگ میں ہے۔ عرس پاک کے موقع پر آتے ہیں۔ دربار پاک کی دیکھ بھال میں دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے۔ دربار پاک کو مجاور حاجی نور محمد صاحب سنبھالتے ہیں۔

(ا) حاجی نور محمد صاحب دربار شریف کے مجاور ہیں، پہلے ان کے والد حاجی غلام نبی مرحوم و مغفور اور دادا محمد ابراہیم مرحوم و مغفور نے یہ فرض نبھایا۔

سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند غلط روایات اور اصل حقائق

1۔ 1999ء میں جب مزار مبارک گرا کر 2002ء میں دوبارہ تعمیر کرایا گیا تو مزار مبارک کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ کرادی گئی تھی ''مرقد حضرت سیّد عبداللہ شاہ بخاری ولد سیّد عبدالرحمٰن دہلوی سلسلہ قادریہ''۔ یوں لگتا ہے کہ یہ عبارت بغیر سوچے سمجھے کندہ کرائی گئی تھی۔ نہ تو آپؒ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان 98 سال کا

---

[1][2] پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ٹڈھ شریف جھنگ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اندر اور پیر فضل حق کا باہر مغربی دیوار کے ساتھ واقع ہے۔

عرصہ ہے۔ اور نہ ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ بخاری ہیں۔ یہ کیسے ممکن کہ والد جیلانی دہلوی ہو اور فرزند بخاری۔ یہ عبارت عجیب سی محسوس ہوتی تھی۔ 2008ء میں جب سجادہ نشین دربارِ عالیہ پیر سیّد محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ جناب پیر محمد ایوب قریشی اور سجادہ نشین دربار سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ پیر شمس الحق سے صورت حال معلوم کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ جب مزار مبارک کو گرا کر دوبارہ تعمیر کیا گیا تو مجاور نے بغیر صلاح و مشورہ کے یہ عبارت غلطی سے کندہ کروا دی تھی جسے جلد ہی ختم کرا دیا جائے گا۔ آخر کار اس عاجز کی درخواست پر شعبان 1432ھ (جولائی 2011) میں محمد اسد خان سروری قادری (لاہور)' محمد راشد سروری قادری اور نعیم حسین سروری قادری (اوچ شریف) نے سجادہ نشین پیر شمس الحق اور سجادہ نشین دربار پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ محمد ایوب قریشی کی اجازت سے اور مجاور حاجی نور محمد صاحب کے تعاون سے مزار کے اندرونی حصہ کی مرمت' رنگ و روغن اور تزئین و آرائش کروائی اور اس عبارت کو درست کروا کر اصل حقائق کے مطابق یوں درج کروا دیا گیا ''سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ''۔

2۔ ''سوانح عمری پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ'' میں مرقوم ہے کہ ''سیّد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں''۔ ملفوظات پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ) مؤلف پیر عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ جب حقیقتِ حال کے لیے 2008ء میں پیر محمد ایوب قریشی صاحب سجادہ نشین دربار پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ ''ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ'' (غیر مطبوعہ) میں' جسے پیر عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے قلم بند کیا ہے اور جو سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے، میں درج ہے کہ آپ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے ہیں نہ کہ پوتے، اور مضمون کے آغاز میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جو شجرہ نسب درج کیا گیا ہے اس سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے (پڑپوتے) ہیں۔

3. ڈاکٹر سلطان الطاف علی ''مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل)'' میں سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یہ خانقاہ احمد پور شرقیہ میں 1263ھ سے مرجع خلائق ہے۔ صاحبِ مزار مدینہ منوّرہ سے دربار حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ آئے اور مزار سلطان العارفین قدس سرہٗ سے براہِ راست اکتسابِ فیض کیا۔ ڈمپال (جھنگ) کے پیر عبدالغفور رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں آئے اور مرید ہوئے۔'' اس عبارت میں یہ بات کہ آپؒ کا مزار ''1263ھ سے مرجع خلائق ہے'' درست نہیں ہے۔ ''سوانح عمری پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ'' میں درج ہے کہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ 25 سال کی عمر میں سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت 1242ھ میں ہوئی اور اس میں اگر 25 سال جمع کریں تو 1267ھ نکلتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ 1267ھ تک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ حیات تھے۔ اس لحاظ سے ڈاکٹر الطاف علی کی روایت درست نہیں ہے کہ نہ صرف آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال 1263ھ میں ہو چکا تھا بلکہ آپؒ کا مزار مبارک بھی مرجع خلائق بن چکا تھا۔

4. ''صاحبِ لولاک'' (بارِ اوّل، دوم اور سوم) میں طارق اسماعیل ساگر تحریر کرتے ہیں:
آپ (سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ) نے تریسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ اب لوگوں نے آنے والے وقت کا انتظار شروع کر دیا۔ بالآخر کوئی دو سو سال بعد وہ وقت آتا دکھائی دیا کہ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سوالِ فقر لے کر بیٹھ گئے اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت و غلامی شروع کر دی۔ نہ کوئی آپؒ کی طرف توجہ کرتا اور نہ آپ کسی سے کوئی غرض و غایت رکھتے۔ یونہی چپ چاپ خدمت کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر چھ سال بعد آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے غلام سے خواب میں پوچھا ''تو اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتا ہے؟'' سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے خزانۂ فقر چاہیے۔'' اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''آپ کے حصہ میں فقر کا خزانہ ضرور ہے لیکن آپؒ کو سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانا ہوگا۔'' بیداری پر سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ حیران اور پریشان ہوئے کہ میرا اس طرف

یعنی ہند کی طرف جانا عجیب ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی تمام تر رشد و ہدایت کا منبع ہیں۔ ان کے در کو چھوڑ کر میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ امید و انتظار میں رات دن گزرتے رہے کہ جانے کب آقا ﷺ مہربانی فرمادیں اور خزانۂ فقر سے مالا مال کر دیں۔ اسی طرح مزید چھ سال گزر گئے۔ تب حضور ﷺ نے اپنے غلام سے دوبارہ پوچھا ''اے سیّد محمد عبداللہ تو اس غلامی سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے؟'' آپؒ نے وہی عرض دہرائی ''حضور ﷺ مجھے خزانہ فقر چاہیے۔'' اس کے جواب میں حضور ﷺ نے پھر فرمایا ''تجھے فقر کا خزانہ حضرت سخی سلطان باھوؒ سے ملے گا۔'' سیّد محمد عبداللہ شاہؒ نے آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میں تو اس ملک و علاقے اور زبان و رسم و رواج اور ماحول سے ناواقف ہوں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا ''ہم تجھے شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے سپرد کرتے ہیں اور تمہیں وہاں پہنچانا ان کی ذمہ داری ہوگی۔'' اس فرمان کو لے کر سیّد محمد عبداللہ شاہؒ بغداد کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ طویل مسافت کے بعد آپؒ غوث الاعظم شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے مزارِ اقدس پر پہنچے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے آپؒ کو خواب میں مراقبہ کی ترتیب بتاتے ہوئے نگاہِ شفقت کے بعد فرمایا آپ کو سلطان باھوؒ تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔ لہٰذا میں تمہیں اپنے بیٹے شیخ عبدالرزاق (ؒ) کے سپرد کرتا ہوں، وہ تمہیں اگلے صاحب مزار تک پہنچائے گا اور پھر اسی ترتیب سے ہر ایک سے ملتے جانا اور ان میں ہر ایک تمہیں اگلے صاحبِ مزار تک پہنچا دے گا اور پھر اس طرح انشاء اللہ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔'' سیّد محمد عبداللہ شاہؒ نے اسی ترتیب سے اپنا سفر شروع کیا۔ بالآخر آپؒ اپنی طویل مسافت کے بعد پاکستان کے علاقہ ضلع لیہ میں پہنچے۔ یہاں آپؒ نے اپنے مرشد کامل کی خوشبو محسوس کی اور خیال کیا کہ لگتا ہے منزل قریب آچکی ہے۔ اسی ترتیب سے آپؒ لعل عیسن پہنچے۔ یہاں آپؒ کو جلال و جمال کے ساتھ فقر کی خوشبو محسوس ہوئی اور دل میں خیال کیا کہ شاید یہی میری منزل ہے پھر آپ لعل عیسن کروڑ سے مراقبہ میں ملتے ہیں اور یہی عرض کرتے ہیں ''حضور مہربانی فرمائیں اور میری امانت مجھے دے دیں۔'' اس پر لعل عیسن

اپنی زبان مبارک دکھا کر فرماتے ہیں کہ "ہماری زبان پر مہریں لگی ہوئی ہیں ہم خزانہ فقر یا تقسیم ولایت نہیں کر سکتے ہاں البتہ دو مزارات سے قیامت تک فیض جاری رہے گا، غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار سے اور حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تجھے سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک پہنچا دوں"۔ پھر ان کی راہنمائی میں آپؒ اپنی منزل مزارِ اقدس حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور مراقبہ فرمایا اور دیکھا کہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ انتظار میں ہیں اور ملتے ہی فرمایا "آیئے سیّد محمد عبداللہ شاہؒ ہم تو آپؒ کا انتظار کر رہے ہیں"۔

(صاحبِ لولاک بارِ اوّل، دوم اور سوم)

اگر ہم اس طویل عبارت پر غور کریں اور یہ فرض کر لیں کہ سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دو سو سال بعد پہنچے تو یہ سنہ 1302ھ بنتا ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1102 ہجری میں ہوا اور اگر اس میں 200 سال جمع کر لیں تو اس حساب سے تو سیّد محمد عبداللہ شاہ مزار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر 1302ھ میں پہنچے۔ یعنی سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ 1302ھ میں دربار حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچے اور امانتِ الٰہیہ یعنی امانتِ فقر حاصل کی۔ یہ بات کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے بلکہ ناممکنات میں ہے اور محض فرضی، افسانوی اور تحقیق سے خالی ہے کیونکہ پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1242ھ میں ہوئی اور آپ 25 سال کی عمر میں یعنی 1267ھ میں سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ 1267ھ سے قبل سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لا کر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کر چکے تھے۔ 1276ھ میں سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور 1278ھ میں پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ شور کوٹ تشریف لائے اور 1278ھ میں ہی شور کوٹ میں شہبازِ عارفاں سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ یعنی سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ سے احمد پور شرقیہ

آمد، منتقلی امانتِ الٰہیہ اور وصال وغیرہ کے تمام معاملات تیرھویں صدی ہجری میں ہی وقوع پذیر ہو چکے تھے اور یہ صاحب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد 1302ھ یعنی چودھویں صدی ہجری میں بتا رہے ہیں۔ ۱؎

''صاحبِ لولاک'' (بارِ اوّل، دوم اور سوم) کی یہ عبارت فرضی' افسانوی اور تحقیق سے خالی ہے۔ پھر حضرت لعل عیسنؒ (لیہ) کے ذکر کی بھی منطق سمجھ نہیں آتی کہ وہ تو سروری قادری سلسلہ کے مشائخ میں شامل ہی نہیں ہیں پھر وہاں جانے کی کیا منطق ہے؟ لہٰذا یہ بات بھی فرضی اور افسانوی قصہ ہے۔

استفادہ:

(۱) روایات مشائخ سلسلہ سروری قادری جن کو میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اپنے مرشد سلطان الاولیاء سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے روایت کیا اپنے مرشد شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے روایت کیا اپنے مرشد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔

(۲) مخطوطہ، زیرِ طبع تصنیف ''مجتبیٰ آخر زمانی'' تصنیف مصنف کتاب ہذا

(۳) سوانح عمری حضرت خواجہ عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ پیر محمد یوسف۔

(۴) ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ) مرتب پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بن پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ مملوکہ پیر محبوب الحق گڑھ مہاراجہ جھنگ

(۵) تاریخِ پنجاب (1021ء تا 1947ء) غلام مصطفیٰ کمال 1998 ایو نیو بک پیلس لاہور

(۶) تذکرہ روسائے پنجاب (جلد دوم)۔ ترجمہ سیّد نوازش علی مملوکہ میونسپل لائبریری احمد پور شرقیہ

۱؎ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ''صاحبِ لولاک'' کے بارِ اوّل اپریل 2004ء، بارِ دوم 2006ء اور بارِ سوم نومبر 2008ء میں موجود رہا ہے جس میں یہ عبارت بھی موجود تھی۔ مارچ 2011ء میں بارِ چہارم شائع ہوا اس میں سے سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ خارج کر دیا گیا ہے جس کے ساتھ ہی یہ عبارت اب ''صاحبِ لولاک'' میں موجود نہیں رہی۔

(۷) مرآتِ سلطانی (باھونامہ کامل) 2005ء ڈاکٹر سلطان الطاف علی ۔ باھو پبلیکیشنز کوئٹہ

(۸) ''صاحبِ لولاک'' طارق اسماعیل ساگر (بارِاوّل، بارِدوم، بارِسوم اور بارِ چہارم) العارفین پبلیکیشنز لاہور

(۹) مخطوطہ سید عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریرکنندہ سید سلیم الزماں ہاشمی دہلی (انڈیا) مملوکہ محمد اسد خان سروری قادری لاہور

(۱۰) نقول سول دعویٰ جات برائے سجادہ نشین فضل حق بنام مختیار شاہ سول کورٹ احمد پور شرقیہ

سُلطانُ الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

آج کے پُرفتن دور میں فرقہ پرستی اور تعصبات سے پاک اسلام کی تعلیماتِ حقیقی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ورثہ فقر اور غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ، سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ

اور صوفیاء کرام کی تعلیماتِ فقر کا واحد ترجمان

اس کا مطالعہ نہ صرف خود کیجیے بلکہ

دوسروں کو بھی مطالعہ کی دعوت دیجیے

اپنے قریبی بک سٹال یا نیوز ایجنسی سے طلب فرمائیں۔ نہ ملنے کی صورت میں مرکز سے رابطہ فرمائیں۔

قیمت فی کاپی -/30 روپے
سالانہ چندہ -/350 روپے

فقر کا دُنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ
سُلطان الفقر
لاہور پاکستان

مقام اشاعت: نمونہ کی کاپی خط لکھ کر مفت طلب فرمائیں

"سلطان الفقر ہاؤس" 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ
ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 54790
Tel: 042: 35436600
Cell: 0322-4722766

چشمہ کُھلیا نور حقانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
احمد پور وچ نور برسدا
جتھے شاہ عبداللہؒ وسدا
واقف لوح قلم تے مسدا
ہے وچ ملک بہاول خانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
سلطان الفقر (رجسٹرڈ) پبلیکیشنز

سُلطانُ الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور
سُلطانُ الفقر ہاؤس
4/A-ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Tel: 042-35436600, 0322-4722766
ISBN: 978-969-9795-01-5
9 789699 795015
E-mail:sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com